مزاحمتی ادب کے بارے میں قرآن کریم کے راہنما اصول

مولانا یوسف خان ☆

Abstract

The holy Quran is a greatest book of the word, revealed upon Hazrat Muhammad (PBUH) which guides the Muslims about their lives and attitudes towards the human beings and towards the God, and the heavens and about the litreature.

The resistance literary currents in palistine and Kashmir, is a kind. of the literature of Islamic world.

The holy Quran consists of many instruction towards the literature so that we can divide the literature into 3 kinds.

(I) Good literature .

(2) Bad litearture and

(3) Islamic literature .

The author has given some details regarding these kinds of the literature.

مزاحمتی ادب جدید دور کی اصطلاح شمار کی جاتی ہے مگر مزاحمتی رویہ اور اس پر مبنی سوچ اور احساس انتہائی قدیم ہے۔ اسلامی تعلیمات میں دیکھا جائے تو تخلیق آدم کے اعلان پر ملائکہ کا کہنا ''یہ تو زمین میں فساد کرے گا خون بہائے گا(۱)'' اور ابلیس کا سجدہ سے انکار اور وجہ انکار کی وضاحت(۲) پھر اولادِ آدم ہابیل اور قابیل کے واقعہ(۳) میں مزاحمتی رویوں کا اظہار ملتا ہے۔ یہی رویے، رجحانات، ہیجانات، احساسات مزاحمت کی اساس ہیں۔

دورِ جدید میں مزاحمتی ادب ایک اصطلاح اور ادب کے انداز کے طور پر سامنے آیا لیکن دور جدید میں

☆ اسسٹنٹ پروفیسر، گورنمنٹ باغبانپورہ کالج، لاہور

عموماً مزاحمتی رویہ اور مزاحمتی ادب کو بائیں بازو کے دانش وروں اور ادیبوں کا ٹریڈ مارک سمجھا جاتا ہے۔

مروجہ مفہوم کے مطابق انسانیت پرست، روشن خیال، معاشرے سے جاگیرداروں، سرمایہ داروں اور عدم مساوات کے خاتمہ کے خلاف علمی اور قلمی جنگ کرنے والا اور ڈکٹیٹر کے سامنے بولنے یا اس کے خلاف لکھنے والا ادیب، شاعر، صحافی، سیاست دان، خطیب بائیں بازو والا سمجھا جاتا ہے اور لفظ مزاحمت اسی کے لیے مخصوص سمجھ لیا جاتا ہے۔ گویا مزاحمتی رویوں اور مزاحمتی ادب کو منفی معنوں میں لیا جانے لگا۔ ایک دوسرے کے خلاف قلم اٹھانے والے قلم کاروں کو مزاحمتی ادیب اور انہی کی تحریروں کو مزاحمتی ادب سمجھا جانے لگا۔ نثر و شعر میں ہجویات، طنز، تمسخر، فحش گوئی کی چاشنی اور بیان میں اخلاقی قدروں کی پامالی اور تحقیر و تذلیل کے انداز مزاحمتی ادب کی خصوصیات شمار کی جانے لگیں۔

بقول ڈاکٹر سلیم اختر: ''مزاحمتی رویہ/ مزاحمتی سوچ/ مزاحمتی قلم بائیں سوچ کا طرہ امتیاز رہا ہے۔ اگر ایک ادیب بائیں بازو سے تعلق کے باوجود مزاحمتی ادب تخلیق نہیں کرتا تو وہ بزدل، مصلحت پسند اور Status Quo کا حامی ہے۔ (۴)''

جس عنوان کے تحت بات چل رہی ہے ممکن ہے ذہن کے دریچوں سے اسلامائیزیشن (Islamization) کی سرسراہٹ محسوس ہو کہ شاید بینکنگ وغیرہ کی اسلامائیزیشن کے بعد اب ادب اور پھر مزاحمتی ادب کو بھی اسلامائیز (Islamize) کرنے کی کوشش ہوگی۔

اسی لیے شاید یہ بحث بھی کی جاتی ہے کہ ادب کو اسلام اور غیر اسلام کی تفریق سے بلند ہونا چاہیے۔ ایک لحاظ سے یہ بات درست ہے کہ ادب کا کوئی مذہب نہیں ہوتا لیکن آپ اس بات کا انکار بھی نہیں کر سکتے کہ ادیب کا کوئی مذہب ضرور ہوتا ہے۔

لا مذہب ہونا بھی ادیب کا مذہب ہے۔ ادیب اپنے خیالات و افکار کو ادب میں ڈھال کر پیش کرتا ہے۔ کسی ادیب کا اپنے آپ کو بے اصول قرار دینا بھی اس کا اصول ہے۔

لہٰذا یہ بھی حقیقت ہے کہ اسلام ایک کامل دین ہے۔ زندگی کے ہر میدان کے لیے راہنما اصول اس میں موجود ہیں، تو پھر ادب اور اس کے اندر پائے جانے والے مزاحمتی احساسات، رویوں، ہیجانات کے بیان کے لیے آداب بھی ضرور ملتے ہیں۔

ایک مسلمان ہونے کی حیثیت سے ذہن میں ادب کا یہ تصور ہے کہ وہ حُسنِ کلام اور تاثیر کلام کا نام ہے جو چیز ادب کو عام انسانی گفتگو اور تقریروں سے ممیز کرتی ہے وہ کلام کا حسن اور تاثیر ہے جب انسان اپنی

بات کو خوبصورت طریقے سے ادا کرتا ہے اور اتنے مؤثر طریقے سے ادا کرتا ہے کہ سننے والا اثر قبول کر لے اور جو کچھ بات کرنے والا چاہتا ہے وہ اثر ڈال سکے اس نوعیت کے کلام کو ادب کہا جاتا ہے۔

دین اسلام میں حلال اور حرام، جائز اور ناجائز کی وضاحت موجود ہے اور غیر واضح یا مشتبہ سے بچنے کی تلقین ہے۔لہٰذا ادب کی جہاں مختلف انداز سے اقسام بیان کی جاتی ہیں وہاں اسلامی نقطہ نظر سے ادب کو تین بنیادی حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں۔

1-ناجائز ادب 2-جائز ادب 3-اسلامی ادب

(الف) ناجائز ادب:

اسلامی نقطہ نظر سے ناجائز ادب وہ ہے جو انسان کے اندر ایسے خیالات پیدا کرے جو اسلامی نقطہ نظر سے غلط ہوں۔اگرچہ اس ادب میں حسن کلام اور تاثیر کا کمال موجود ہو، مثال کے طور پر وجود باری تعالیٰ کے بجائے دہریت کی طرف لے جائے یا انسان میں عقائد کی پختگی کے بجائے شک، تذبذب اور بے یقینی کی کیفیت میں لے جائے یا ادب انسان کو تقدیر کے انکار یا جبریت کی طرف لے جائے، احساس ذمہ داری کو بالکل نیست و نابود کر دے یا مایوسی اور قنوطیت میں مبتلا کر دے۔

ایسا ادب ناجائز شمار ہوگا جو رنگ و نسل، علاقائی، لسانی تعصب پر مبنی ہو اور انسان کو انسان سے متنفر کر رہا ہو۔

یا وہ ادب جو محض انسان کے حیوانی، شہوانی جذبات کو ابھارے اور مادر پدر آزادی کا علمبردار ہو۔ وہ ادب بھی ناجائز ہوگا

جو انسان کے سامنے برائیوں کو خوش نما بنا کر پیش کرے اور نیک کاموں کو فرسودہ، بدنما اور بے ڈھنگا قرار دے کر اس کا مضحکہ اُڑائے، بداخلاق لوگوں کو انسانیت کا نمونہ اور معیار قرار دے۔

(ب) جائز ادب:

جائز ادب وہ ہے جو اُن برائیوں سے پاک ہو جو ناجائز ادب میں ہیں۔لہٰذا جائز ادب وہ ہے جس میں پاکیزہ جذبات اور خیالات کا اظہار ہو جو حقائق بیان کرے، انسان کو برائیوں کی طرف لے جانے والا نہ ہو۔انسان کے لیے پاکیزہ تفریح فراہم کرے، نیک جذبات اور اخلاق حسنہ کا ترجمان ہو، کائناتی سچائیوں پر مشتمل ہو۔

(ج) اسلامی ادب:

اسلامی ادب کی وہ خصوصیت جس سے وہ جائز ادب سے امتیاز پاتا ہے یہ ہے کہ اسلامی ادب کا واضح

اور متعین مقصود یہ ہوتا ہے کہ وہ دنیا کو غیرِ اسلام سے ہٹائے اور اسلام کی طرف راغب کرے۔ اسلام کی حقانیت دلوں پر ظاہر کرے۔ انسان میں اس قسم کا جذبہ پیدا کرے کہ وہ خود اسلام کی پیروی کرے اور دنیا میں اسلامی نظامِ زندگی کو نافذ کرے۔ جائز ادب اور اسلامی ادب میں مقصد کا فرق ہے اسلامی ادب صرف جائز حدود کے اندر ہی نہیں رہتا بلکہ اس سے آگے بڑھ کر کوشش کرتا ہے کہ لوگوں کو اصلاح کی طرف لائے اور اس کی خوبیوں سے انسان کو مزین کرے۔

کیا اسلامی ادب صرف دل و دماغ کو مطمئن کرنے والا ادب ہوتا ہے یا وہ محرک ادب بھی ہوتا ہے؟

اسلامی ادب میں جہاں علمی اور عقلی حیثیت سے دل و دماغ کو مطمئن کیا جاتا ہے وہاں یہ ادب انسان کو عمل پر ابھارنے، اکسانے کے لیے ایک محرک بھی ہوتا ہے۔ چاہے وہ شعر ہو یا نثر ہو یہ لوگوں کے جذبات میں تغیر پیدا کرنے کا ذریعہ ہوتا ہے۔ اسلامی احکام پر عمل کرنے کی ترغیب کے ساتھ ساتھ برائی کے خلاف انسانی طبیعت میں مزاحمت پیدا کرے۔ محرک ادب انسانی ذہن کو ڈھالنے کا ایک مؤثر ذریعہ ہے۔ ایسا ادب پوری قوم کو حرکت میں لے آتا ہے لیکن وہ حرکت محض باہمی نفرت پر مشتمل نہیں ہوتی بلکہ امن و اصلاح کی طرف گامزن کرتی ہے۔

ادب خصوصاً مزاحمتی ادب میں اسلامی اصولوں کی ضرورت کیا ہے؟

ادیب جو کچھ بھی تخلیق کرتا ہے۔ وہ اس کی فطرت اور فکری تقاضوں کے مطابق ہوتا ہے۔ ادیب ایک انسان ہوتا ہے۔ انسان کے اندر مختلف میلانات پائے جاتے ہیں، ہر انسان کے ہیجانات بھی مختلف ہوتے ہیں۔ اب اگر ایک ادیب کے اندر گمراہی کے میلانات ہیں وہ دنیا میں فتنہ وفساد برپا کرنا چاہتا ہے تو اس کے تحریر کردہ ادب سے لازماً وہ ہی چیزیں پیدا ہوں گی۔ ہاں اس ادیب کے اندر یہ صلاحیت بھی ہوسکتی ہے کہ وہ جو چیز بھی پیش کرے اسے نہایت خوش اسلوبی سے فن کے سانچے میں اس طرح ڈھال کر پیش کرے کہ وہ بہت مؤثر بن جائے۔ نتیجہ یہ ہوگا کہ اس کا پیش کردہ ادب لوگوں کے اندر برے جذبات متحرک کرے گا اور اس سے معاشرے کو نقصان پہنچے گا اور ایسے مزاحمتی ادب سے صرف قتل و غارت کو عام کرنا، یا فتنہ پروری ہی مقصود ہوتا ہے۔

اور اس کا دوسرا رخ بقول ڈاکٹر انور سدید" ادب جو مذہبی عقائد، سائنسی ایجادات، علمی نظریات سے براہ راست استفادہ کرتا ہے اور عامۃ الناس کو تہذیبی اور روحانی ترفع عطا کرتا ہے۔ (۵)

مزاحمتی ادب کفار کے مظالم کے خلاف ہو تو اس کا رخ جدا ہوتا ہے لیکن جب امت مسلمہ کے اہل قلم آپس میں مزاحمت کا رخ اختیار کرتے ہیں تو اس کا انداز بھی منفی رجحانات کا حامل ہوجاتا ہے۔

مولانا مفتی محمد شفیعؒ ''اخبارات اور جرائد کی مذہبی ضرورت، اسلامی اخباروں کے لیے شرعی دستورالعمل'' کے عنوان سے دردمندانہ انداز میں لکھتے ہیں۔

ناظرین کی ضیافت طبع کے لیے جو مہمانی سب سے زیادہ پیش ہوتی ہے وہ کسی مسلمان کا گوشت (عیب اور عیب جوئی) کوئی جھوٹا پروپیگنڈا ہوتا ہے، یا کسی کا دل خراش استہزاء وتمسخر، جس کو لطائف یا افکاروحوادث یا خواطرسوانح یا فکاہات کے عنوانات کے مہذب لباس میں پیش کیا جاتا ہے حالانکہ فرمانِ الٰہی ''لا یسخر قوم من قوم'' صاف اعلان کررہا ہے کہ کسی شخص کو اس کا حق نہیں کہ دوسرے کا استہزاء وتمسخر کرے ۔اکثر جھوٹی افواہوں اور بلاتحقیق خبروں کی بنا پر ایک دوسرے کی جان و مال عزت وآبرو کے درپے ہوجاتے ہیں۔نہ شریعت مطہرہ کا قانون مانع ہوتا ہے نہ سیاسی مصالح اور اخوت واتحاد اسلامی کا لحاظ رہتا ہے......آہ آج تمام ارباب قلم اور اصحاب صحافت نے اپنے آپ کو ان تمام قوانین شرعیہ سے مستثنیٰ سمجھ لیا ہے۔(۶)

ایک مسلمان ادیب کے لیے مزاحمتی ادب کے سلسلہ میں مشعلِ راہ؟

یہ امر تسلیم شدہ ہے کہ مزاحمتی ادب مسلمانوں کے آپس کے امور پر مشتمل ہو یا کفار کے مظالم اور افکار باطلہ کی تردید پر مشتمل ہو، دونوں کے تقاضوں میں فرق ہے۔کفار کے مقابلہ میں مزاحمتی ادب کے سلسلہ میں ہم راہنمائی حاصل کرنا چاہیں تو حضرت شاہ ولی اللہؒ نے الفوزالکبیر میں علوم خمسہ کا تذکرہ کرتے ہوئے ''علم المخاصمہ'' کا ذکر کیا کہ قرآن مجید میں مشرکین، منافقین، کفار، یہود اور نصاریٰ کے عقائد، کردار، عادات، مظالم، ان کے خیالات اور ان کے شکوک وشبہات کی تردید کس انداز میں کی گئی ہے، وہ یقیناً کلام اللہ کا اعجاز ہے۔اس کلام کی شائستگی، کلام کے تمام محاسن کے احاطہ، بلاغت، بیان، بدیع وغیرہ یہ سب ایک ادیب کے لیے مشعلِ راہ ہیں۔اور پھر جب خاتم النبیین رحمۃ للعلمین ﷺ اسلام کے خلاف ہرزہ سرائی کے جواب میں یا شان نبوی کے دفاع میں مسجد نبوی میں منبر پر بٹھا کر حضرت حسان بن ثابتؓ سے کلام سنتے اور روح القدس کی تائید کی نوید بھی سناتے جاتے۔(۷) یقیناً یہ کلام مزاحمتی ادب کا لاجواب شاہکار ہے۔

مزاحمتی ادب سے آراستہ اشعار کا کتنا گہرا اثر ہوتا ہے اس کا اندازہ اس واقعہ سے ہوتا ہے۔جب نبی ﷺ عمرۃ القضاء کے موقع پر مکہ میں داخل ہورہے تھے، حضرت عبداللہ ابن رواحہؓ مزاحمتی اشعار پڑھتے ہوئے آگے چل رہے تھے، حضرت عمرؓ ٹوک بھی دیا، اے ابن رواحہ اللہ تعالیٰ کے حرم میں اور نبی ﷺ کے سامنے یہ اشعار! اس پر نبی ﷺ نے فرمایا اے عمر! ابن رواحہ کو چھوڑ دو اس کے اشعار کفارِ مکہ پر تیروں کی بوچھاڑ سے زیادہ اثر انداز ہورہے ہیں۔(۸)

مزاحمتی ادب کے لیے راہنما اصول قرآن حکیم کی روشنی میں:

ہم جب آگے چل کر قرآن حکیم سے مزاحمتی ادب کے لیے راہنما اصولوں سے آگاہی حاصل کرنے کی کوشش کریں گے تو نعوذ باللہ قرآن مجید کو ایک ''مزاحمتی ادب'' کے طور پر پیش کرنا ہرگز مقصود نہ ہوگا۔ بلکہ قرآن حکیم نے خیر و شر، انسان اور شیطان، نیک و بد، انعام یافتہ اور مغضوب کے درمیان مزاحمت ہونے پر انسان کی جو راہنمائی کی ہے اسے حاصل کرنا مقصود ہے۔ تاکہ انسان اس مزاحمت کو بیان کرتے ہوئے ان اصولوں سے راہنمائی حاصل کر کے اللہ کے نزدیک کامیاب انسان بن جائے۔

شائستہ زبان:

اللہ تعالیٰ نے کفار کے اُن بتوں کے بارے میں بدزبانی سے منع فرمایا کہ جن کی وہ عبادت کرتے تھے۔ حالانکہ ان کا باطل ہونا طے تھا۔ وَ لَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ...... الآیۃ ''اور جن لوگوں کو یہ مشرک خدا کے سوا پکارتے ہیں ان کو برا نہ کہنا کہ یہ بھی کہیں خدا کو بے ادبی سے بے سمجھے برا نہ کہہ بیٹھیں''(۹)۔

ان بتوں کی برائی تو قرآن مجید میں جگہ جگہ بیان ہوئی لیکن ''سب'' گالی دینے سے منع کیا۔ افواہوں، سنی سنائی باتوں پر یقین نہ کرنا:

ایک مسلمان ادیب کو محض افواہوں پر اپنے مزاحمتی ادب کی بنیاد نہیں رکھنا چاہیے۔

يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْۤا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوْۤا۔۔۔۔۔۔ الآیۃ ''اے ایمان والو اگر تمہارے پاس کوئی فاسق خبر لے کر آئے تو خوب تحقیق کر لیا کرو، ایسا نہ ہو کہ کسی قوم کو نادانی سے نقصان پہنچا دو پھر تمہیں اپنے کیے پر نادم ہونا پڑے''(۱۰)۔

مزاحمتی ادب کی بنیاد:

ایک مسلمان ادیب کی شان یہ ہے کہ ''مزاحمتی ادب'' کی بنیاد محض علاقائی، قبائلی، رنگ و نسل کے تعصب کو نہ بنائے بلکہ ایمان و کفر مزاحمت کی بنیاد ہو۔ ورنہ دورِ جدید میں تعصب کی آگ کو مزید ہوا دینے کے لیے بھی مزاحمتی ادب خوب استعمال ہوا۔

ارشاد ربانی ہے:

وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا...... الایۃ(۱۱)

''اے لوگو ہم نے تمہیں ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا اور تمہاری قومیں اور قبیلے بنائے تا کہ ایک دوسرے کی شناخت کرو۔ اور اللہ کے نزدیک تم میں زیادہ عزت والا وہ ہے جو زیادہ پرہیز گار ہے''۔

مزاحمتی ادب کی بنیاد محض بدگمانی نہ ہو:

صاحب قلم مزاحمتی ادب میں حالات واقعات کے تناظر میں نتیجہ خیزی کرتے ہوئے تحریر مرتب کرے یہ ایک منطقی طریقہ ہے لیکن محض بدگمانی پر مبنی تحریرات بسا اوقات صرف ذہنی تعیش کا سامان بن جاتی ہیں۔ حکم ربانی ہے:

اِجۡتَنِبُوۡا کَثِیۡرًا مِّنَ الظَّنِّ اِنَّ بَعۡضَ الظَّنِّ اِثۡم ...... الایة (۱۲)

''اے ایمان والو زیادہ گمان کرنے سے احتراز کرو کہ بعض گمان گناہ ہیں''۔

حضرت سفیانؒ نے وضاحت فرمائی کہ جب تک گمان ذہن میں رہیں یہ گناہ کے زمرے میں درج نہیں ہوتے۔ لیکن جب انسان ان بدگمانیوں کو زبان سے یا قلم سے ظاہر کر دے تو یہ گناہ بن جاتے ہیں (۱۳)۔

ترغیب و ترہیب، مزاحمتی ادب کا ایک اہم عنصر:

انسانی نفسیات کا تقاضا ہے کہ شوق دلایا جائے تو عملی قوتیں بیدار ہو جاتی ہیں، گھمبیر نتائج سامنے رکھ دیے جائیں تو بے راہ روی سے رخ پھر جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بے شمار مقامات میں باطل نظریات اور برے اعمال کے نتائج کے عواقب سے آگاہ کیا اور احکام الٰہیہ کے مطابق ایمان و عمل پر دنیا و آخرت کے ثمرات کا یقین دلایا۔

مزاحمتی ادب میں دشمن کی نشاندہی:

ایک مسلمان ادیب ہمیشہ اپنے قاری کے لیے ظاہری اور خفیہ دشمن کی نشاندہی کا اہتمام کرتا ہے، طاغوتی طاقتوں کو بے نقاب کرنا اس کا خاص وطیرہ ہوتا ہے۔ یہ اس کا قلم ہے جو مسلمانوں کے دل میں یہ بات راسخ کر دے کہ اس کا حقیقی دشمن کون ہے۔

اِنَّ الشَّیۡطٰنَ لَکُمۡ عَدُو.... الایة (۱۴)

''شیطان تمہارا دشمن ہے تم بھی اسے دشمن ہی سمجھو وہ اپنے پیروکار گروہ کو بلاتا ہے تا کہ وہ جہنم والوں میں سے ہو جائیں''۔

شیطانی قوتوں کے مقاصد واضح کرنا مزاحمتی ادب کا اہم کردار ہونا چاہیے:

مزاحمتی ادب کے ذریعے مسلم ادیب کو شیطانی قوتوں کے انتہائی گہرے مقاصد تک انسانی ذہن کو رسائی کا موقع فراہم کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ نے جب بندوں کو شراب اور جوئے سے روکا اور شیطان کی گندگی قرار دیا تو پھر اس کے مقاصد بتائے کہ

آخر ان گندگیوں میں مبتلا کر کے شیطان چاہتا کیا ہے۔

اِنَّمَا یُرِیْدُ الشَّیْطٰنُ اَنْ یُّوْقِعَ بَیْنَکُمُ الْعَدَاوَۃَ وَ الْبَغْضَآءَ .... الایۃ[۱۵]

''شیطان تو یہ چاہتا ہے کہ شراب اور جوئے کے ذریعہ تمہارے درمیان دشمنی اور رنجش ڈال دے اور تمہیں اللہ کی یاد سے اور نماز سے روک دے''۔

ذہنی اور جذباتی منفی تحریکات پر مزاحمت ایمان کا تقاضہ ہے:

ارشاد باری تعالیٰ ہے!

وَ اِمَّا یَنْزَغَنَّکَ مِنَ الشَّیْطٰنِ نَزْغٌ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰہِ.... الایۃ[۱۶]

''اور اگر شیطان کی طرف سے تمہارے دل میں کسی طرح کا وسوسہ پیدا ہو تو اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگو بیشک وہ سننے والا اور سب کچھ جاننے والا ہے۔ جو لوگ پرہیز گار ہیں جب ان کو شیطان کی طرف سے کوئی وسوسہ پیدا ہوتا ہے تو وہ چونک پڑتے ہیں اور (دل کی آنکھیں کھول کر) دیکھنے لگتے ہیں''۔

مسلم ادیب کے لیے مزاحمتی ادب میں اخلاص ایک عظیم قوت ہے:

شیطان نے بارگاہ رب ذوالجلال سے مردود ہونے کے بعد قسم کھا کر کہا کہ وہ آدم کی اولاد کو ضرور بہکائے گا، اغوا کرے گا مگر اللہ کے مخلص بندوں کے بارے میں اپنی بے بسی کا اظہار کیا کہ وہ پرخلوص بندوں کو گمراہ نہ کر سکے گا۔

فَبِعِزَّتِکَ لَاُغْوِیَنَّھُمْ اَجْمَعِیْنَ [38:82] اِلَّا عِبَادَکَ مِنْھُمُ الْمُخْلَصِیْنَ .... الایہ[۱۷]

''مجھے تیری عزت کی قسم میں ان سب کو بہکاتا رہوں گا سوائے ان کے جو تیرے خالص بندے ہیں''۔

حوالہ جات وحواشی

(۱) البقرہ:۳۰

(۲) ص: ۷۵، ۷۶

(۳) المائدہ: ۲۷، ۳۰

(۴) سلیم اختر، ڈاکٹر: اُردو ادب کی مختصر ترین تاریخ: ص127، سنگ میل پبلی کیشنز لاہور، 2005

(۵) انور سدید، ڈاکٹر: ''اُردو ادب کی تحریکیں'' انجمن ترقی اردو پاکستان، ص ۳۶

(۶) محمد شفیع، مفتی: جواہر الفقہ۔ ج ۲: ۴۶۹، مکتبہ دار العلوم کراچی، ۱۴۰۷ ہجری

(۷) محمد بن عیسیٰ، الترمذی: الشمائل: ص ۱۶

(۸) مرجع سابق

(۹) الانعام: ۱۰۸

(۱۰) الحجرات: ۶

(۱۱) الحجرت: ۱۳

(۱۲) الحجرت: ۱۲

(۱۳) محمد بن عیسیٰ، الترمذی: جامع ترمذی: ج ۲ ۔ ص ۱۹ ایچ ایم سعید کراچی

(۱۴) فاطر: ۶

(۱۵) المائدہ: ۹۱

(۱۶) اعراف: ۲۰۰، ۲۰۱

(۱۷) ص: ۸۲، ۸۳